

علائقہ جلالہ

برائے نام خانہ دہانوں پر سب نے اپنے اپنے شعلے افکار کے
تھے۔ تو ایسے ہرے بھرے نگرانی لڈائی بازار میں جو
ایک روز بھی دیکھا گیا ہے وہ بھی کم سے کم اپنی جلی مسٹر
کے ہاتھ میں اپنے اور سو ڈیڑھ انچم کے ہاتھ سے لٹائے کا
تو سوچتی ہے کہ ہے۔

اور وہ جس کی اپنی ایک ذاتی دکان ہو جیسے اپنے کرم
بھائی کی وہ اولیاء سے ملتی کیا ہی سوچیں گے یہ الگ
بات ہے کہ اولیاء کی پیشیاں ہوتی ہو کر ہی نہیں دے
دیں اور کم نہایت یہ معلوم شدیاں کب کو اپنی ہیں اور تو
اور کب اولیاء ان کے رشتے و اقربانے کے لئے کلمہ کب
رشتے والیاں وراثت ہاؤس بلائی جائیں گی تو انہوں نے
اولیاء پر چار حرف بیچے اور رشتہ و اقربانے لکھیں۔ جو
لکھیں جو لکھیں کہ ایک پورا عرصہ بیت گیلہ و سراجہ
آیا۔ تو معلوم بھی بیت گیلہ کو شش چار دی رہی۔

تو کرم بھائی عرف اسی فہم سرگوسہ کی اس دوران
تین بہنیں بیویاں تھیں خاندان کی کئی ناکامیاں تھیں
تھیں۔ صرف بیویاں نہیں تھا اس دوران ان کی تین
بیک بات تھی ہوئی۔ جو بعد ازاں نامیں بدلی ہمارے
میں ہوئی اور وہ بھی بعد ازاں فوت ہوئی۔ بہنوں چاندی
لوگوں ہوا ان کا مشورہ الگ الگ بیان آکر کھڑے
جاتے ہیں۔ وہ روپے کی تیلی بھی کچھ تک لڑی گئی
کے نہیں ملائے۔

وہ روپے کی تیلی بھلاہ کو مل رہی تھی۔ وہ تو شادی
میں سوئے کا تیل پر سائے کا کار اور کھتے تھے۔

بہنیں کتنی بھر تھیں کہ انہیں کرم بھائی کے لیے کوئی

میلے پہل تو میں سنوں کو لڑی پسند ہی نہیں آتی اور
جب ایک قسمت کی ماری بعد ازاں ثابت ہوتا ہے کہ
وہ بے چاری قسمت کی ماری ہی نہیں پسند لگتی جاتی
ہے تو پھر وہ ہو رہا بھی کتنی پسند آتا "تیس" ہو جاتی
ہے ایک سی لڑکی ایک ہو کر کہہ دیتی ہے جاتی ہے؟

انہیں لڑکی۔ بربری ہو۔ اچھی ہو۔ بری ہو۔ اچھی
اچھی مل اور پھر بھی جنہوں نے یہ توہوئی اچھی لڑکی اور پتی
کی برائیوں۔ رشتوں کے جوڑ میں بھی وہ کم نہیں ہوتی
یعنی اچھا شوہر۔ بری بیوی۔ خدا ترس ساس۔ خدا کی
مار پڑی ہو۔ کم کو بے چاری مائیں۔ اور تڑ تڑ کر لگی
اپنی، میری کپ کی "بھائی"۔

اچھی لڑکی اور اچھا کچھ برا؟
عبد الکریم عرف کرم بھائی۔ مختصر "کرم بھائی۔
اور اس سے بھی مختصر "بھائی۔

کرم بھائی جن کے بارے میں خاندان کے اسی فہم
لوگوں کی سرگوسہ کو لکھتے ہیں کہ ان کی چالی ڈانڈ
سب انداز ڈانڈ تہ۔ اور اصولی و فصولی تہ۔ میں ہی
الفاظ ختم۔

کرم بھائی کو شادی بھی کما جاتا لیکن وہ صرف بچی
مردوں کے لوگ سمجھتے لیکن ایک ایسے کرم بھائی شادی
میں تھے۔ بچی اسی اظہار میں ان کی چھ عدد جو ان
جنگ و فتنہ کی پیشیاں۔ اور۔ اور۔ بس ابھی انتہائی۔

تو کرم بھائی "من" سے بات شروع کرتے اور
من لڑکی پر غم کرتے۔ کو الٹ لڑکی میں ایک دکان کے
مالک و فکار تھے۔ من چنے کی دکان۔ بس اسی ایک دکان

روپے جیلے لاکھ فاسطیس کا طیس۔ کوئی کوئی
 دس ملائی۔ ہل کے کھیلے کھانے بیانی پانا پائے
 بالک گوشت چاہیں۔ کھانے کے کھانے کھانے
 کی پھولی پٹی چڑیں۔ بہت مٹکی تک پہنچ جائے تو
 لگی۔ دوست رائیں۔ بس بس پل کا لوہا کا سینہ۔ اور
 لین دین الگ ہے۔

تو میں اسی فریم میں ایک لڑکی شاعرہ فن نٹ ہوئی۔
 نئی نئی ساڑھے چار لٹی۔ گلابی مائل کریمی رنگ۔
 ایک بھائی۔ ہپ ٹوٹ شدہ اور بے بہانے لالہ پار
 والی سیٹن سے والے وہ سرخی پاؤں والی۔

میں چنے کھائے کھائے نہ کھائے تو نہ سہی لیکن
 پار لہ۔ کیا بھال کہ تو اتنی باندہ والیں۔ اپنی کمالوں یعنی
 بنوؤں پر ایک بھی ہل آگے نہ کر پھا لرت
 ہڑکیں۔ آکا وال کھر ہونے ہو کمالوں پر ایک ہل نہ ہو۔
 ہل مٹی۔

تو یوں میں چنے اور پار لہ کی کالیں گھسنے سامنے کے
 ترانوں میں آگئیں اور جیت "پار لہ" ہوئی "بھولن زن
 وہل دھمن ٹہ۔

لڑکی پسند ہی نہیں کرتی۔ چوں کے قد کے اس پاس
 ہو۔ میں کچھ ساڑھے چار فٹ سے ذرا سی زیادہ۔ رنگ
 کریم کی طرح کریمی ہو۔ گلابی ہو، پھلیری جیسا سفید
 نہ ہو۔ کم لوتی ہو۔ کریم بھاد تو ایک جھانڈ جڑیں گے
 چہرہ بڑے دلی کو۔ جھانڈ جڑا جاتا بھی تھا یا کریم بھاد
 ہل لیں زیادہ۔ خیر آئے تو سہی کریم بھاد جھانڈ دینے
 کو تیار تھے۔ لمبا چوڑا خاندان نہ ہو۔ ماں ہو تو ہپ
 مر مر گیا ہو۔ ہپ ہو تو ماں کو یاد کر کے لڑکی سوئی ہو والی
 دلی خواہش کہ ایک کوہ بھالی ہو۔ اور بھینس مطلب
 سنا۔ سہیلیں۔ یہ تو ہوں ہی نہ۔ پہلے پہل ڈیٹس
 گھبرک کہتے تھے۔ آج کل کو الٹنڈی تک محدود
 ہو گئے تھے کہ ہمیں اس پاس کی ہو کہ کریم بھاد کا
 پنڈول نہ لگے سیکے لے جاتے ہوئے پنڈول ہی پٹے جانا
 کریں وہ لوں ساتھ یہ بھی مٹل تلی کہ کو الٹنڈی کے
 ہی ہوں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ کو الٹنڈی
 والے کیا کیا شوق سے کھاتے ہیں۔ سٹلا مگرمی سوئی
 سردارہ جھولنے والے سے مجھوں (پھلکی نہیں نہ۔)
 شیدے تلی کے کھن والے بن۔ دلی بن تھیں



مفتی ہو گئی۔

شہرہ شمس ہی میں انیس سال کی بیلک پانچ
لوکی۔ بار میں مل کی مددگار۔ ڈیڑھ دو ایک کی بیلک پانچ
وہ۔ انے ملن اپنے اولاد کا رنگ اور انشا علی دے
والی۔ اس کے گلن میں بھی ایسی مفتی نہ تھی۔ یعنی
لو کے والے انگوٹھی۔ پھولوں کے ہار۔ زیورات نہ
لائے۔ پانچ جوڑے اور سلاخی میں لوٹوں کے ہار
پستانہ پر۔ جواب لاہور بھر میں کس سے نہیں کئے
تھے۔ نئی صدی کی لڑکی نہ وہی انیس سو نوے کے
کسادوں کا لڑکا ہو گیا۔ یہ لوٹوں کے ہار خاص کوئی جا کر
گور لٹوٹ سے لایا تھا۔ سو کے ہاروں میں نور کریم
بن چنے والے کے سر پہ ان غلامن کے ہاتھوں
پستانے گئے تھے اسے ناک تک چھاپا ہوا۔

میڈم فوزیہ کی بے چاری قریب قریب کی ڈیڈی
جی کا پی مل۔ شادی تک ممبر کے حوش پلے ہو لوں
لے۔ پنے پرے۔ میڈم فوزیہ نے قدرت سے شکوہ کیا
کہ اس کی اگلی بیٹی کا تذرا اسایا ہوا تھا اور وہ بچہ نہ
کو تیرے نہ کس کی تو شاید بہت اچھا رشتہ انھیں بھی
مل ہی جاتا۔

جیسا کہ مفتی پر ہوا تھا کہہ کے میں ان لوگوں کے آنے
کا کہتا تھا اور چرے سترے تھے بچے الگ۔ ترانوں
نے ہارات کے ڈیڑھ سو کو خود ہی تین سو کر لیا۔ لیکن
چچی۔ اتنی ہوشیاری بھی کلام نہ تھی۔ نہ کم نہ زیادہ
پورے سات سو پارائی لے کر آئے۔

کریم بھاء عرف سرگوشیہ المعروف بن چنے والوں
کے بیٹے سپت کی شادی تھی نہ تو ایسے راجا اندر کی
شادی میں تو محی کو اگلی بیٹی نہ آئی۔ ۲۲۔

”بھئی۔ ہم کس کس کو انکار کرتے“ سب کا منہ
کریم بھاء کریم بھاء کہتے۔ شکاک ہے۔ ہم سے کیس ہوا
انکار۔ ”مجھے اولوں شادی کی کھائی تھی۔“

بس دس تو ڈیڑھ سو لوگوں کے کسی کی کوئی تھی۔
باقی کے ہاراتی چاند گاؤں اور سرائیکل رشتہ کر دیا
گوا کر میڈم فوزیہ کی اگلی بیٹی کی شادی میں پہلی
مکھ۔ مد تو یہ کہ جس سے چوڑیاں لی تھیں۔ پھر تے لے

تھے جس سے مگر کی سفیدی کروائی تھی۔ بن چنے کی
دھن پر جو سو پچاس سٹل کا کپ تھے۔ وہ تک لپٹے
اپنے غلاموں کے ساتھ ہارات میں شریک تھے۔
پہلوں منہ پر ہاتھ رکھ کر کبھی کبھی کھڑے تھیں۔
کھڑے کھڑے پچاس ساتھ لوٹے۔ پہلوں سے پوچھ
گئے تھے۔

”پہلوں! ہم بھی جلیں کریم بھاء کی ہارات میں۔“
چاؤ تھا کریم بھاء کی شادی کا کپ لے تو بایا ایسی تھیں۔
دارے بھی کریم بھاء ہیں۔ ایسے ایسے کیسے۔ ۲۳۔

پہلوں ترانہ سے سوا لڑی رہیں۔
”آبیو آبیو تم بھی۔“ بھائیہا تھل کھل ساتھ
دے ان شادی کے کھلوں میں۔ بس بیٹا۔ اصول تھی
تھیں بلانٹ۔ آبیو بس۔ چائی ہو گا کھل ہے میڈم
فوزیہ کا کھڑ۔“

لو کے میٹر سائیکلوں پر پانچ پانچ تھے۔ پوچھ بیٹہ کریم
بھاء کی ہارات کی بیٹی میں شامل ہو گئے۔

نند نے فون کرواوا۔ ”پاپا فوزیہ! ہارات کچھ زیادہ
ہو گئی ہے۔“ جی وی بی بے چاروں کا ڈیڑھ سو کو اڑھ
کر لے گا۔ سوا اطمینان سے کہہ۔

”وہی تین کئی تھیں جی۔ کپ لے لے لائیں۔“
رات کے باغچے بچے ہیں۔

کریم بھاء کے اس جلیوں عظیم کو دیکھ کر بھنوک
کے ہیں ہیں۔ ”مفتی مفتی لے کر جمع کرنے والی
میڈم فوزیہ۔“ کھل کھا کر گری۔ ہارات کا استقبال سنوں
نے بڑی مشکل سے کیا۔ ہاتھ ہی پھول گئے تھے سب
کے۔ میڈم فوزیہ ہوش میں آنے کا ہم نہیں لے رہی
تھی۔ اگلی بیٹی تھی یا شادی۔ مدد نہ تو ہو گئی۔

اپنے چالیس پچاس مسالوں کی منت کی کر کھا
کھلے تو مت کھلا۔ جس منہ بولے پہلوں کے ہاتھ میں
کھانے کا انتظام تھا۔ حل کر اس نے پانچ گوشت میں
بھل کو چلا دیا۔ لٹہ لٹہ خیر صلا۔

یہ بن چنے والوں کا ہی قربان تھا۔ کچھ ہوت ہو۔
گوشت ضرور ہو۔ پانچ گوشت ڈٹ کر کھایا۔ اور پھر
جو ہوا اس پر کافی چھوٹے پٹے۔

لڑکی گھر آئی بغیر فریج کی دی کے۔ چل تو ہزار ہا اعلان کر چکی تھیں۔

۳۰ بھائی انہم ہمارے باپ دوا اٹھالے سے ہیں۔ بڑی بڑی حویلیاں چھوڑ آئے وہاں۔ یہاں اگر جو بیویوں میں رہے۔ وہاں تھے ہمارے باپ دوا دوش۔ لعنت سمجھتے ہیں جینے۔

چلنے لے لعنت ہوں جیگی کہ ایک ایک کارٹن کھل کھل پلاسٹک کے ٹوٹے پلٹ افواغ پھیل چکی کرتی رہیں۔ سارا بازار کمال قتلہ لور۔ وہاں ہاں کے میلے سے لیے دس دس میں میں کے چھوٹے بڑے توے چنے۔

۳۱ لڑکی یہاں کہ گڈی۔ ہماری فرم نے آٹھ ایک اٹھا چھوٹے ہونے لگی گڑا گڑا جینے۔

ساری شادی میں کتنے چمڑے تھے گاڈی سی بے دین تو ہاں ہاں گڑا سی۔ جو اگر نہ ہوا ہاتھ میں لیے نہیں کھوٹیں۔ بڑی مند تک کرتی۔ میں جیسے اس دین میں چھوڑ گئے وہ شادی گڈی کو۔ ایسی تو دنی کیا ہے کریم کے ساتھ طوطا ور تھ۔

گڈی سے گڑا کو انہوں نے دیکھ پر پوری ہارتوں میں نہلنے والی ٹھوڑی بھڑا۔ یہ بڑا لو پھا ذرا خدو (سولے کا طبع کیا ہوا) خراب لانا کچ ہاں پرانے دتوں کے دھولوں کے سرے کے کچ سے مشابہ لور دونوں کلاں کی طرف بھولتے کچ سے لگتے سرے (چھوٹے کلاں نما)

تو لب عالم۔ تھا کہ چپٹلی سے ہاں کا بار بار اٹھا کر اس پر یہ لو پھا بچ نکالوا۔ سب نے کہا یہ وہ لڑکی تو نہیں تھی جو کل پارت میں دین بنے دیکھی۔ وہی تو ہے ہم کیا لیں بدل رہے ہیں۔ چھوٹی شیا بنی۔

۳۲ تو بڑی باری گڑا سی لگ دی تھی۔ تو آج کیا بھوت لگ دی ہے۔ شیا بار لگ گئی۔ اپنی طرف سے سب نے تین کار کا کیا تھا وہاں

اتنا مشہور ہوا کہ دین کے گھر والوں پر چلنے کر گرا۔ دین پر کیا کڑی ہو گئی کہ وہ عورت کلاں ہاں ہاں ہاں جان سکتی تھیں۔ جانے کس لٹالے میں یہ کچ کریم ہمارے کے خاندان نے کس دیکھ لیا تھا کہ اس کچ کو جو اگر ہی چھوڑا۔ چور لڑکی کے "کلاں" انہوں نے تو یہ کچ وایج بڑے نہیں۔ ہاں کچ امیر لوگ اپنی کھوڑوں کے لیے بنا کر لے جاتے ہیں یہ کچ لور ہوتا ہے۔ آپ ڈیرائن ہلاں ہمہ ہاں گے۔

حلاش بسیار کے بعد ایک چور نے میں بھائی کی ہند کے مطابق بھڑا۔ آپ اس کچ میں سب کی جان تھی۔ بچہ بچہ است ہر روز اس کچ میں دیکھنا چاہتا تھا۔ لور کریم تو دین کچ میں کہ جالی۔

۳۳ چور جو کچ لک کر کٹی۔ فردوس کے یہاں تو بالکل لگا کر نہ جانی۔

چلو کچ ہوا پارت کا جلوس عقیم ہوا اٹھانے میں چل کر گنا ہوا۔ کھانا جینے ہوا۔ کچ سب چھوٹی بڑی بد مزگیوں کے ہاں جو کریم ہمارا لور شادی خوش تھے۔

۳۴ کربے کی پات تو دنی تھی۔ کریم ہاں چھوٹے تر جنت لوبلا کے یہاں سے رشتے کے انتظار میں تھے لے پہلی بڑی سو کو تیسری حسیل پر پڑا اسکا کھانا۔ ہاتھ پھیلا ڈالا اور اس ہاتھ اٹھا دھت چھوٹو لور تو رشتہ کا پارش کاپلی اس کربے کے فرش سے ہو کر کربے کی دوار کے سوراخ سے ہا کسی پات کے پو پھاڑی طرح پچھ کر ل۔ ایک بیڑ تھا جو کربے میں تیا پھر کچ لور نہ گیا۔ بیڑ ایسے دواں میں ٹٹ ہو گیا کہ اگلی بار جب خلیان نہ رہی۔ وہ دوا دوا ہاں کی طرف نکلا۔ کھو لور بیڑ کیا لٹتی کی طرف پڑا تھا کچ جہ جہ۔ کس۔ کس۔ کس۔ کس۔

۳۵ کچ کہہ گئی۔ ۳۶ اٹھالے سے تھے۔ بڑی بڑی حویلیوں میں رہتے تھے۔ بڑے بڑے ہاں لڑکوں میں تو سارے بڑے کھوں کا ایک سی بڑا کچ بڑا ہاں سب کا آتا جاتا تھا اور اتنا تھا کہ کچا گولی تھ کریم کی جہاں ہے دوسری حسیل پر دینا سی ایک بڑا کچ سب کے سولے

کے لیے تھا۔ جن کواری مشعلوں کو دیکھ کر
سب سب کے لیے ایک تھا۔
تو مسٹر کیم اور مسٹر کری کو تیسری خطہ ہی اٹھا
بل ویسے بھی اب رول تو تھا جس کو ٹکٹ کا تو
شرم و کھانا کا تھا کہ دونوں کو بہت لوہے سے
الگ رکھا جائے۔ سامنے کے گھر کا کچھ توں کا شیوہ بھی
ان کے گھر سے سے کیس زیادہ بڑا تھا۔

خاندان والوں کا خیال تھا کہ بھلی کی کچھ یوں سوچ
ہوگی۔
گھٹ گھٹ کر مر رہی تھیں بھاری سون میں نہ نہ
ہو کہ چھو کہ چھو کہ (گھٹ گھٹ) کر اپنے شوہروں
کو بھائی تھیں۔

۳۱ کو لپٹا لے والے تو خوب رہے دنیا بھر کی
توہوں کے سلام۔ شادی میں ہولی بد مزگیل دہرائی جاتی
رہیں۔ ہار بار بے شوق سے دہرائی جاتیں جیسے ہی
شادی لوہے سے سجائی جاتی تھیں۔
"سوئے سے گڑاؤں منگی" (اتنے کالی نہیں جتنا
لوہہ لگ گیا ساتھ ہی تو ہم نہ بد مزگیل تھے اور
کام کھان میں دست باندھے تھے۔

۳۲ منہ اندھیرے کس کے لیے اٹھی۔ چھوٹے
بڑے سب دن چمے اٹھے فخر سے تاتے "مہارے
یہاں تو بھٹ ہار ایک بجے سے پہلے نہیں ہوتا" اتنے
طرے سے ملتے والے تو لوگ تھے گرم بھاؤں میں ہی
بٹھ کر تھے۔

دعوتیں ہونے لگیں۔ شادی ہاتھ دوم میں وہ آتی
پھر اگر تاج لگا کر آتی ہار پہ چھائی لے جاتی دست سے
گما کر تاج نہیں لگائی "سر بھاری ہو رہا ہے پہلے ہی وہ
سے ایسے ہی جلتے ہیں۔" زمانہ اصول و رسوم کے
حامل کریم بھائی تھے۔

۳۳ ری ایک کپ چائے پی لو۔ ہو جائے گا۔ سرور
نہیک۔ قدر کرو۔ فریال تو ترستی ہیں ایسے رات
کو تلے سوٹ پر تو خوب ہے گا۔
کسی کسی گھر تو کہیں ہس کے گھر آئیں ہو جائیں

مہمان بھی ہیں کر دیں "اندر چھپے اس منگلی کچھ کو
توہ سب کی جگہ میں ہولی تو تھی کھلے کی دیوار پر چڑھ کر
کوہ جاتی کچھ سے گایا تھیں۔"

شادی سب من کر رہی جاتی۔
آہستہ آہستہ شادی شدہ دونوں نے ایک ایک کر
کے شادی کے میکے سے لے کر پڑے اور اٹھ کر کھائے۔
"مہارے روزی کہتے ہیں۔ بس کی ایسے تو آپ نے
بھی ایسے گھنیا کپڑے نہیں پہنے یہ تو کمال سے اٹھا
لا تھیں۔"

لو روزی۔ اس شادی کا رنگ تک تو منوں نے مل
پڑ کر سیا تھا اور اپنی لہجہ کی ساڑھی میں بھی نیت کر دی
تھیں اور زکی جس کی بھی کھل نہ دیکھی تھی۔ شادی
نے کپڑے سینے کو ہل کوٹے کھل۔
"کتنی ہیں" "جیسے والے ہیں۔" پیغام بھی دے
دیا۔

میدم فوزیہ نے خاموشی سے کپڑے دکھائے۔
مطلب بھائی میں جائیں وہ انوار بازار اور ہاؤس کے
میلوں سے خرید کر گھر میں بیٹ ہو گیا۔ بیورو جی
خانے میں بھی کچھ لکھ
جوائی کھیں گے شادی اچھے ان سے برتوں میں
کھانا دیا کہ۔

شادی شرمندہ ہو کر چلی کی پلیٹ میں کھائے جاتی
جوائی کے ساتھ سے پلیٹ میں کھائی جاتی۔ کبھی کبھی
نہ تھیں میں یہ پلاسٹک پلیٹ کی ٹائیں۔ سوئے ہانڈی
کے برتنوں میں کھانا اٹھا۔ بد ساق۔

۳۴ تو یہ میٹ تو ہے کار ہو لپٹا رہی تھیں وہ
اب اسے کیا شو کس میں سجا کر رکھی ہو۔ پٹن
ڈو ٹو ٹوٹ گیا۔

میٹ ہار میں آیا۔
کریم بن چھٹا لے گیا۔

خاندان بھر میں شادی کی خوب سورتی کے چہ
ہوئے۔ ایک سولہ لاکھ کے دو۔

مٹکی کا پتہ نہ تھا تو ان کم بختوں کو لڑکی بھی نہ
 دیتا۔
 چلو اب تو کم بختوں کو لڑکی مل چکی تھی پھر وہ کئی کم
 بختوں کو کھارہے تھے اس کے ساتھ۔
 شفیقہ کو روز کس روپے دے جانے لگے
 دس روپے؟
 کہ ہم بھادو اعلیٰ قسمی دیتے ہیں دلدار مرحوم سے یہ
 وصف لیا تھا اس کام پر جانے سے پہلے وہ پے سب
 میں تقسیم کر جاتے۔ اپنی جب تک وہاں سنبھالتے
 تھے تو بہن بھائیوں لڑکی کو ایک ایک روپیہ دے
 جاتے تھے کہ ہم بھادو اس دس روپے پر لے آئے
 یہی اس روپے شفیقہ کا جیب خرچ تھا یہی کپڑے
 تھے یہی جوتے تھے۔

ہاں یہی سب سے تھوڑے دس روپے
 بننے لے کہا "کتنی اہل لوہ ہم سب نے تو اپنے
 اپنے دس روپے کی کٹی ڈال دی تھی۔ تم اور ثریا مل
 کر بڑا روپہ بنا لو اور کٹی زکس کے پیر کر لو۔"
 شفیقہ دنگ رہ گئی۔ اپنی خواتین کی وہ بھنریں مٹا
 تھی تو اس سے زیادہ کٹائی تھی۔
 کہ ہم ان پتے والے ساتھ۔
 نیز صابریز صاحب بھی تھا۔ کم زیادہ ہو کر سرسرا سے
 نقش پل رہی رہا تھا اس دور میں ایک بار پیش میں اگر
 بڑی منہ لے شفیقہ کے گل پر جھانپ کر دیا وہی پتہ پڑ
 چکی تھی۔
 سارا گھرانہ جڑ کر دھنسنے سے ہارات کے کھانے کو
 لے کر رہا تھا ہفتے میں تین چار بار اور رات کو
 سوئے سے پہلے بوسے کمرے میں یاد ہارات کو ضرور
 دہرایا جاتا۔ وہ گھر میں تو کیا اہل کہ کاڈ بھیج کر ملائے
 گئے سے زیادہ ایک چڑھا کا بوسہ بھی گھس گیا ہو
 شہنائے میں۔ سرسری رہ کر کہ شہنائے کے باہر بیٹھ
 گئے تھے وہ چار بچے جوتہ نکال کر بوسے ہو چکے تھے ان
 کو ہاتھ پیر کر باہر نکال دیا۔ ان کے بل ہاپنے خوب
 ہنگامہ کیا کرتے رہیں۔ ہنگامہ اچھا ہوا میں بچوں
 کو گور کھتی ہو گئے۔

ہارات کے کھانے کو لے کر تھیں اور جتنی رو
 دی تھیں۔ شفیقہ نے کھدیا۔
 "تو کھانا ہو تو اٹھا لے تھے ہارات کا کہ کھانا کم
 نہ ہو تا تو کیا ہو؟"
 جھانپ کر بڑا ایسی نہانہ رازی پر۔ شفیقہ مہوم کر رہ
 گئی۔ بھیل نے جڑ پائے ہوئے۔
 "مٹی کی جگہ ہوئی ہیں جڑی بھیل۔ تم تو اپنی بل کو
 مل میں سمجھتی ہو کی منہ لیں کو کیا سمجھتی۔"
 فطرت کی۔ شفیقہ کو اس بات میں کچھ لینا چاہیے
 تھا۔ انا بھراؤں ہو کر سیکے جا بیٹھی۔ صلح صفائی ہو کر
 تین بھیل بعد واپس آئی۔

جھانپ کر سے جیسے غیر اطمینان لیکن اطمینان پا تھا۔
 سرسرا بہ مقابلہ شفیقہ فرانت شہنائی بود و گل کا آغاز
 ہو گیا۔
 اب پتا چلا کہ وہ تو جی ہے کہ پڑوں کو پیڑوں کمرے
 کو تھو۔ قیاس کو تعجب کتنی ہے تھوڑا مسئلہ تھا اس
 کی زبان میں۔ سرسرا آکر مت ڈرا ہو گیا۔
 تندی ہو گئی ہارات کر تھو۔
 "دوسے ثریا ایہ پیڑا پکڑا۔ میں تھرے میں رکھ
 آؤں۔"
 اہل خاتون میں ہیں فریج میں۔ "تریم بھلے کو
 لاؤں۔"

اور تو گور میڈم فریج ہوئی اور ری ملی۔ بھائی زکوتا
 جن ہاؤں گاؤں کی گھاسی جڑا ہلاؤں۔ اور بھائی ہلائے
 ملی۔ جتنا بڑی ہے چاری سڑا حلق کر رہی تھیں
 اور ہاتھ سے پلو تھاتے رہتی تھیں۔ بھائی اور مہر وحر
 کے چھوٹے مولے کھوٹا کٹلی "لوٹا" مینگو الگ سے
 ہارات کے اگلی کی من سب کو یہ علم مل گئے تھے۔
 صلح اٹھنے کے بعد رات کو سوئے سے پہلے شفیقہ کا
 نصیب مار تم کیا جاتا۔ خاندان میں کہیں جاتے یا خاندان
 سے کوئی آنا "شفیقہ نصیب مار تم" آپ و تاب جہاد
 جاتے سے کیا جاتا۔
 اس کے ہر سال میں تک مرغ کم زیادہ ہوتا۔ اس
 کے دھوئے ہر پیر سے پر داغ دھبے ہوتے۔ ریح اور

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائیٹ)

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائیٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

سے کان لگا کر وہ ان بے چاروں کی سادہ سی باتوں کو
سنتی۔ اور تو اور کریم بھاء کو کمرے سے نکل کر ایک
ٹانگہ پر کھڑا ہونے کے لیے کہتی۔ کریم بن جے والے
سارے کے سارے گواہ تھے اس واقعہ کے مختصر بلکہ
مختصر تر شافیہ و نجیل عمر میاں جی جس میں سے ہر شخص
نکالا جاسکتا تھا۔

یہ ساری باتیں ایک طرف ایک خاص بات کہ
کریم بن جے کے تھوچو کسی کوئی دوسرے بن گیا۔
چنب مرید الہاب صاحب ہشتہ کر جاتے۔ توہ پوان
تھے کا پھر دے جاتے۔

کریم بن جے وہاں مسلمان ہو گیا۔ مطلب اس نے
سیکھا کہ کبھی سواں نہ کیا بے غیرتی ہے کہ یہ مور نہیں
منہ سر بھاڑ پڑاؤں گھوڑوں میں دھناتی پھرتے۔ حد
ہے۔ کوئی ہے جو انہیں لگام ڈالے۔ کریم بھاء تھے

پہلی فرست میں بازار جا کر بیٹھ لائے اور شافیہ کے
آگے رکھا۔

”تیرا کیا ہے؟“
”بیٹھ ہے۔ پن کے و کھو بلکہ مجھے دکھا۔ مجھے
نظر نہ آئیں۔“
”کھلو دکھاؤں؟“ وہ نہیں۔

”سے رہی سنائیں۔ پن کرو کھلو۔“
”اسی کم ہوئی۔ اس نے پن کرو کھلو۔“
”پن ایسا کیسے ہی جلیا کر اسے پن کر۔“
”میں اسے کیوں نہوں؟“ تو اندر اسی کا پن۔
”کیوں کیا کار کھی ہے اس کہ دیا؟“
”میں تو نہیں ہستی۔“

وہ کہہ کر پورے ہی میں مل گئی بات تلی کی ہو گئی ہے
لیکن بات تلی کی بھی مگر کی نہ تھی۔ شمر کے حالات کو
دیکھتے ہوئے تانہ حکیم سے جان بھوٹ گئی تھی لیکن
اب تو بھٹ کا مسئلہ تھا۔ کریم بھاء کو بھٹ چاہیے
تھی اور بھٹ کو ایک ہی راستہ جانا ہے۔ پس تلی کی
برج۔ پورے کا صرف عورت کے پورے کا۔
”میں نہیں ہنوں کی الہی تھی شافیہ جیکے جانے

کے لیے تیر بیٹی جس۔ بھائی لینے کیا تھا۔ کریم برج
پننے کو کہہ رہا تھا۔
”اے بی بی! میں لو۔ چار دن کا شوق ہے کریم کہ
اتر جائے گا۔“

”میں چار سے بھٹ کرتی تو ہوں۔ اسکا رسلے
آؤں گی۔ وہ چمن لیا کروں گی۔ اور بڑی چارہ منگو اؤں
گی۔“

”تو بی بی! برج سننے میں کیا مانا ہے۔“
”میرا پارہ کسوں کی۔ برج نہیں پہنوں گی۔“
”اسے چاہا عورت۔ برج کے سوا یہ کیسے ہو گا؟“
کریم بھاء بڑے

”میرا ہنہ۔ سر ہنہ و صاحبہ جی ہے۔ ۵۔ ۵ میں
و صاحبہ لیں گی۔ کوئی نہیں دیکھے گا میری صورت۔“
”میری بڑی ہے برج کا پردہ کرتے۔“
”ہاں بڑی ہے۔“ وہ رونے لگی۔

بڑی چارہ میں بھائی کے ساتھ چلی گئی۔
شافیہ سے لے کر اب تک اس کی سیسیوں نے
ہزاروں بار اس کا لہق اڑایا تھا۔ کم میرے کم میرے۔
”جیسے بلی کتا کر پری پری پری۔ کریم بھاء نے
تان پیرنا کر کھڑی بل دیا تھا۔“

اس رات وہ ساری رات بھتی رہی تھی جب
فردوس کے یہاں سے دعوت سے آئی تھی وہیں پہلی
سہیلہ بھی آگئی تھیں۔ بہت دیر تک اس کا آواز
رہا تھا۔

”اگلی بار یہ چھائی برج میں آئے گی۔ آنکھوں کی
جگہ وہ سوراخ ہوں گے اور ان سوراخوں پر چنگ۔ کھلی
سیاہ چنگ۔“

”ہاں تو پن لہا کی برج۔ پورے میں کیا برائی
ہے۔“

”میرے میں برائی نہیں بل بل کہہ کریم بھاء جس لہ
لہو سنی سے کولانے لگا۔ ضرور زہر لگا۔“
”تو اس لہو زہر سنی پر اسے دیا گیا۔“

”میرے ساتھ جانے کی تو برج میں ہی جائے گی۔“
کریم نے دھمکی دی۔

شریف کے منہ سے اسوں آئے۔

”جی ہے سمجھ جائے گی۔ ابھی چادر میں ہی رہنے دیں اور دین میں تو جبر بھی نہیں۔ بدستور ہو اچھے طریقے سے دی جائے۔“

”میں یہ بے لباس ہو کر بازاروں میں گھومے تو ہم بیکار مانگنے والے ہیں جن میں جبر نہیں۔“

”شریف کی منہ میں گولی ہوں تو شریف بھی کر لے۔“

”کریم بھاء بھڑک اٹھے۔ ”میری سہیلیں کا بہن لونی۔ میری ماں جانے آئیں۔ میری آواز داری مرگ شریف۔“

”مگر لگی پینڈ کر لگی۔ بس مارا جاتی ہے۔“

”توڑنیوں کی نشانیں ہیں یہ تو پھر لگی۔“ کریم بھاء

ہونہ کے اندر آئیں۔

”منہ سے رو رو کر کہتی ہے کریم پینڈ۔“

”میں نہیں تو یہ نہیں۔“

”پیارے سمجھاؤ۔ سمجھ جائے گی۔“

”دین کے معاملے میں میں بدداشت نہیں کروں

مگ ہاں مگر۔ اللہ کو مت دکھانا ہے۔ میں تو اسے

بھی۔ کپ کی آپ جانیں۔ اس گھر میں واپس آئے گی

تو صرف اس ایک ہی طرح کو پہن کر۔ دین کے ہم جیسے سو

ملاقاتیں منگور۔“

”اسوں ملے گئے۔“

”اوہ کریم بھاء کو بھڑکایا۔ اوہ شریف کو سمجھایا

لیکن بات بگڑی ہی چلی گئی۔“

”شریف کوئی شہر ٹھیکہ میں دے ڈال کر گھر

کو متی ہیں۔ اس میں کپ کی دکان کریم۔“

”اوہ بھائی اپنی جان سمیت کسی نہ کسی کے آگے

دھانڈو ہی ہو گئے۔“

”ہو ایک ہی طرح ہی تو ہے۔ عورتیں کیا کیا میں

کرتیں اپنے شوہروں کے لیے۔ چالیں عورت۔ غلامان

بننے کا بھوت سوار ہے۔ باجی ناگے دیتی ہوں بھی نہ

بیاد کرنا پار لو الیاں۔ تو ہی آستین پہن کر جھٹ پڑ

بنا دینے کے گھو متی تھی۔ میاں سے کچھ دیکھ کر ہی

برقع کا کما ہے عزت تو ہمارے ہی گھر کی ہے۔ اب

کیا کیا ہو گا۔“

”پس سمیت بھائی کے خطبات۔ تمام شریف محترم

ہو بننے کے بل خود غلامان والوں نے ان کے خوب

خوب باتیں کیں کہ بھائی بیچید ہو کر شریف کو لینے

سکے۔“

”اسے ہی بلایا برقع پر اب کیا واقعی ہی مطلق

لوگ۔“

”میںم فوری نے بھی کیا کہا۔ شریف گھر آئی۔ برقع

پہننے سے پہلے خوب ہی لگا کر روئی۔ کریم سے بھڑ

گھائی۔ بھائی نے بھائی کا قہقہہ ”ایلا منہ چپا چپا کھی کھی

کرتیں۔ تو لکھ پڑ جاتی دل میں۔“



”ایک دن کریم لوی دیکھ رہا تھا۔ اسٹیج پر لو لکھائی

دی تھی۔ شریف نے یاد دہانی سے نکل کر لوی بند

کر دیا۔“

”کھانڈ ہے۔ شریف چٹا کر نکلتا۔ مگر کریم لگی۔ کریم

نے صحت اچھے کر اس کی پٹیا پکڑی۔“

”ڈنک عورت۔ انہی ہی جرات۔“

”بھائی نے کلاں کو ہاتھ لگائے۔ توبہ تو یہ ان عورتوں

کی سلاواں۔“

”صحن میں اسے مار پی مار پی کر مار پی کر مار پی کر

نے در تیک۔ صرف پھت پر کھڑے ہو کر کھانڈ

تھک کر کوئی بچہ میڈم فوری کے پار لو ڈال دیا۔“

”بھائی چلائی رہیں۔ تم سخت ماری کہتی ہے۔ برقع

میں ہاتھوں کی۔ نہ پہن بھی نہ پہن۔ کریم کا کاک

گھونٹ رہی تھی۔ ایسے قحطانے ملے تو نہ کر۔“

”میںم فوری بھاگی نکلی۔ حائل خانے کا دروازہ بند کر

کے بجلی کھی سہلی نے آگے دھکے کھلایا۔ دروازہ کھلا

اور جو اس پر نظر اٹھی۔ میںم فوری فٹس کھار کر گئی۔

منہ لے بھائی بھائی نے لپک کر دونوں کو سنبھالا۔“

”خلع کا پٹا فٹس آگیا۔“

”یہ سلاوا بھائی نے گھر سواروں شہر کا قہقہہ ”ایلا

زمزمیہ عیدہ کی چٹنی ترتیب دے سارے میں مشورہ کرنا کہ
 تہمت نہیں پہنچی تھی۔ بس میں سے بات بگڑی۔
 کافر تھی۔ بنا دھوکے کے قریب جا کر پڑھتی تھی۔ تو یہ تو بہت
 بہت پر چڑھی رہتی تھی۔ کئی بار پکڑا جیسی آٹھ حکم
 کرتے کیا کیا کرتوت تھیں اس کے بہت دکھان
 آنکھوں نے پر اپنی عزت کو چپ و چہ پار لو لیا
 ہوتی ہی حرام ٹکڑے۔ ان کے ٹکڑے نہیں تھے۔ میں تو
 یقین ہے پاپ مرا نہیں ہے۔ میں نے کوئی گن گنا
 ہوا جہاں کیا ہو گا۔ تو ادا بازار کا سارا پلاسٹک چیزیں کر
 اٹھائی تھی۔ ہم نے تو پھر بھی کچھ نہ کیا ہو نہ۔
 کانوں کو باجھ لگائی ہوں پر کتے بلیاں ہی کھاتے ہوں
 کے ایسے بر محل میں۔

میڈم فوزیہ جس نے پانی پانی ہو کر کبھی کاجیز جمع کیا
 تھا اور تن تھا جی حلقوں سے اپنی جیسی ایسی تھی کہ
 سب نے کہا کہ غلط کانوس واپس لے لے۔ لیکن وہ
 چپ مٹو سے دی۔ کوٹس واپس نہ لیا۔
 جو نوٹس واپس لینے کا کہہ رہے تھے وہ حمل خانے
 میں رہنے شایہ کو یہ بھی تو کریم کو قتل کرنے کا کہتے

ایک اسی بار کی بات نہیں تھی۔ ان دنوں ساروں
 میں بہت کچھ ہوا تھا۔ شایہ نے ایک صاحبہ کی طرح
 بہت کچھ بواشت کیا تھا۔ میڈم فوزیہ اب اس کی
 موت پر مہر کرنے کا حوصلہ نہیں پاتی تھی خود میں
 ہر حال غلط ہو گئی۔ سارے میں مشورہ کرنا گیا کہ
 برصغیر میں رہنا ہے۔ کافر تھی۔ سمجھتی نہیں تھی۔

تو ادا بازار سے خرید آیا چیز اسٹور میں نہ کرنا بعد
 انزل اسے قیوں میں نہ کر کے شیا کے جن کے لیے
 رکھ دیا گیا۔ جی کاڈر سیٹ زمزمیہ کے لیے لکھیں وہ
 رضائی گودے ایک کپل کپل کپل ہاتھ کے چھوٹے
 ہتے پلاسٹک کے برتن کچھ عیدہ کے کچھ اینٹا کے
 جسے میں آئے۔ کھانے والے کھلے ڈھیلے سوٹ پہننے لے
 لے لے۔ شطراں پہ لے لے لے۔ لے لے۔ لے لے۔ لے لے
 کے کپڑے چار ہو گئے

ماہوں شرافت سے جیز لینے آئے تو کریم بھاہ نے

مٹے کے لڑکوں سے پڑایا۔ بعد ازاں لڑکوں کو سولاری
 مچھلی کھائی۔ سونے کے چار تیلے کے بیٹ کے
 لیے دو پار پولیس لاک میڈم فوزیہ نے زور کھڑے نہ
 لگا۔ کریم پولیس والوں کو پیچ لگا لیا جو میڈم فوزیہ نہ
 لگا سکی۔

شایہ کی جان پکی جاتی سب پر میڈم فوزیہ نے مہر
 کر لیا۔

شایہ کے باقی کے زوارات اور کپڑے تو عمر
 بھر جیوں کو کانت جہات کر رہے۔ جیوں کو کانت
 پر بچنے گئے۔ اس پر کھو گئے۔ دیکھ لگائے کریم
 مان چنے والے دوری ملنے کے فن قصوں پر ہنستے جو
 دوران طلاق عدالت میں جج کے رون چیں گئے
 رہے۔

کریم بن چنے والے چشم بھور۔
 وہ سری ایوی سز کریم کالے جلاوٹی ٹی۔ اس کی

ہاں کیس کسی جکشی میں کھلنے جاتی تھی۔ وہ چاروں
 بھی رہ کر لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 تیسری کی زبان بہت سی تھی۔ کتنی تھی۔

کافر ہو کر سب کے سب بے میرت۔ جلاوہ ہو
 جلاوہ۔ یہ زمانہ کریم ایسا منڈی جاتا ہے۔ ہاتھوں میں
 تقریبات کا جوتا گشت ڈالتا ہے۔ اور یہ ہاتھوں میں
 جی جی رہتی ہے۔ دیکھتی نہیں لوہر لوہر کے لڑکے
 کیسے ان کی پٹھوں پر کھینچ جاتے ہیں اور نیچے سے شیا
 اینٹا غائب ہو جاتی ہیں۔ ہونہ۔ سب کے سب بے
 میرت۔

تو جاتی ہی نہیں۔ خزانہ تھی خزانہ
 ہاں اب چو تھی کی تلاش جلدی ہے۔ مٹے والے
 اپنی بیٹیوں کو مار رہے ہیں۔

تند ار خان کریم نہیں جتے والے چپے لوگوں کے
 شریت ہمیں لوہاری بچوں کو بچا لے آئیں۔

جلاوہ